Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com

بچ گیا ایمان

افتخار چوہدری

اس سفلی عامل کا قصہ جو کالے علم کے آخری درجے تک رسائی حاصل کر چکا تھا مگر

ایمان والوں کو خدا کفر کی دلدل سے اس طرح نکالتا ہے کہ عقل بھی دنگ رہ جاتی ہے

''مورکھ اگر اپنی محبت حاصل کرنا چاہتے ہو تو پھر تمہیں شانے کی ہڈی لانے کا کشٹ تو اٹھانا ہی پڑے گا۔'' لٹاں والی سرکار نے جلالی لہجے میں سرخ آنکھوں سے مجھے گھورتے ہوئے اپنا فیصلہ سنایا تو اس کے منہ سے نکلنے والے بدبو کے بھبکے سے میرا دماغ چکرا کر رہ گیا، چاہنے کے باوجود میں ناگواری کا اظہار نہ کر سکا کیونکہ اس کی سرخ آنکھوں میں موجود مقناطیسی کشش نے مجھے اپنے حصار میں لے کر ہپناٹائز کیا ہوا تھا۔ میں بنا پلکیں جھپکائے ایک ٹک اسی کی طرف دیکھے جا رہا تھا، کچھ دیر بعد اس نے اچانک اپنی آنکھیں بند کر لیں اور مراقبے میں چلا گیا، اس کی نظریں ہٹتے ہی مجھے ایک زوردار جھٹکا لگا اور ایسے محسوس ہوا جیسے میں اس کی قید سے آزاد ہو چکا ہوں اور میری سوچنے سمجھنے کی صلاحیت واپس آ گئی ہے۔

''مگر بابا جی میں شانے کی ہڈی کہاں سے لاؤں گا کیونکہ قصاب جانتے ہیں کہ اس ہڈی پر سفلی اور کالا جادو ہوتا ہے اس لیے وہ ہڈی کو توڑے بنا نہیں چھوڑتے۔'' میں نے منمناتے ہوئے اپنی جان چھڑانے کے لیے عذر تراشا۔

کلرکی کرتے ہو سارا دن فائلیں اِدھر سے اُدھر کر کے خوب پیسے کماتے ہو تو کیا اپنی محبت کے کارن تم ماس کا وہ پورا ٹکڑا نہیں خرید سکتے جس کے اندر وہ ہڈی ہوتی ہے۔'' اس نے بند آنکھوں سے ہی میری بات کا جواب دیا، میں اس غلیظ بابے کے منہ سے اپنی نوکری کے بابت سن کے مبہوت رہ گیا۔ اب تو مجھے حقیقتاً اس سے خوف آنے لگا تھا، میں زندگی میں پہلی بار اس سے مل رہا تھا مگر وہ میرے بارے میں ہر بات پہلے سے جانتا تھا جیسے وہ مدتوں سے میرا شناسا ہو۔ کچھ دیر مراقبے کی کیفیت میں رہنے کے بعد اس نے مسکراتے ہوئے آنکھیں کھول دیں، مسکرانے سے اُس کے گہرے پیلے دانت جن پر سیاہی غالب آ چکی تھی نظر آنے لگے۔ اس کی مسکراہٹ میں خباثت نمایاں تھی شاید اس نے بچپن سے بال نہیں کٹوائے تھے جس کی وجہ سے اس کے بال موٹی رسیوں جیسی لٹوں کی صورت اختیار کر چکے تھے، جسم ڈھانپنے کے نام پر جسم کے زیریں حصے پر ایک انتہائی گندے کپڑے کا لنگوٹ بندھا ہوا تھا جو اپنا اصل

www.urdupalace.com

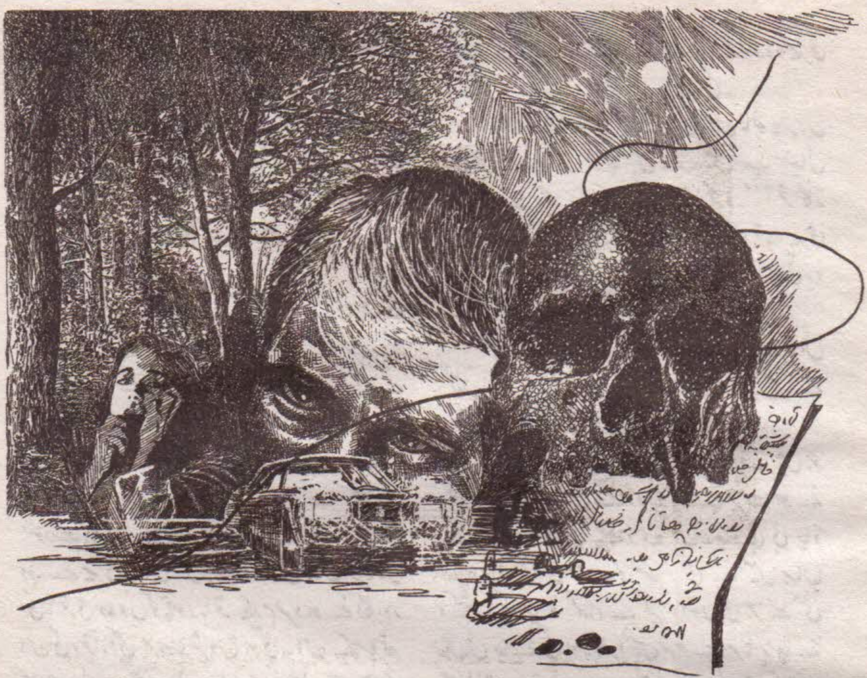

رنگ اور پرنٹ تو نہ جانے کب کا کھو چکا تھا اب تو وہ محض ایک چیتھڑے سے مشابہ تھا جو کئی جگہ سے پھٹا ہوا تھا، اور عریانی کو چھپانے کی بجائے مزید عیاں کر رہا تھا اس پراسرار شخصیت کے کے جسم پر گوشت نام کو بھی نہیں تھا اسے دیکھ کر بدھ مت کے بانی گرینڈ بودھا کا وہ مجسمہ ذہن میں ابھر رہا تھا جس میں وہ اکثر سمادھی جمائے بیٹھا ہوتا ہے، اس مجسمے کی طرح اس بابے کی جسمانی ہڈیوں پر بھی گوشت کی بجائے محض چمڑا چڑھا ہوا نظر آ رہا تھا، تمام پسلیاں اور ہڈیاں علیحدہ علیحدہ گنی جا سکتی تھیں، مجموعی طور پر وہ ایک کراہیت آمیز بوڑھا شخص تھا جو غذائی کمی کا شکار نظر آ رہا تھا، نجانے وہ کون سی منحوس گھڑی تھی جب میں نے فوزیہ کی باتوں میں آ کر یہاں آنے کی حامی بھری تھی فوزیہ میری پڑوسن اور بچپن کی محبت تھی ہم شادی کرنا چاہتے تھے مگر اس کی فیملی اپنے خاندانی اقدار اور کئی مجبوریوں کی وجہ سے کسی بھی صورت میں اسے میری دلہن بنانے پر راضی نہیں تھے، میں ہر ممکن کوشش کر چکا تھا مگر دال گلتی نظر نہیں آ رہی تھی، دو بار میرے والدین رشتہ مانگنے کے نام پر ان کے گھر سے بے عزت کر کے نکالے جا چکے تھے، دوسری بار تو میں خود بھی انہیں فوزیہ کے گھر بھیجنے کے حق میں نہیں تھا مگر فوزیہ نے مجھے پکا یقین دلایا تھا کہ اس بار اس کے گھر والے رشتہ دے دیں گے، جب میں نے امی ابو کو ایک بار پھر فوزیہ کے گھر جانے کے لیے کہا تو وہ ہتھے سے ہی اکھڑ گئے تھے، پھر میں نے خودکشی کی دھمکی دی تو انہیں میری ضد کے آگے ہتھیار ڈالنا ہی پڑے، لیکن پہلے کی طرح اس بار بھی میرے فرشتہ صفت والدین کو بے عزت کر کے نکالا گیا تو میں واقعی شرم کے مارے سنجیدگی سے خودکشی کے بارے میں سوچنے لگا، میں فوزیہ کی محبت میں تمام حدیں پھلانگ چکا تھا اسی لیے تو بات میرے والدین کی ہتک تک آ پہنچی تھی اس سانحے کے بعد میں حتمی طور پر فیصلہ کیے بیٹھا تھا کہ اب کبھی اس دشمن جاں کی شکل تک نہیں دیکھوں گا، مگر دوسرے دن ہی اس نے

www.urdupalace.com

میرے سیل فون پر میسج بھیجا کہ وہ مجھ سے ملنا چاہتی ہے کوئی ضروری بات کرنی ہے، تو میرے خود کا کیا ہوا فیصلہ تنکوں کی طرح ہوا میں بکھر کر رہ گیا، ہمارے گھر کی چھت ان کی چھت سے ملحق تھی ہماری اکثر ملاقاتیں وہیں ہوا کرتی تھیں، میں اس کے بتائے ہوئے وقت پر وہاں پہنچ گیا، وہ پہلے سے ہی چھت پر موجود تھی۔

''اب کیوں بلوایا ہے کیا ابھی ہماری عزت افزائی میں کوئی کسر رہ گئی ہے۔'' میں نے سرد لہجے میں بے رخی سے کہا، تو مجھے محسوس ہوا جیسے آج سے پہلے میں اتنے غصے میں کبھی نہیں آیا ہوں گا۔

''اوہو جناب ابھی تک غصے میں ہیں، اوکے یار سوری اور وہ بھی کان پکڑ کر۔'' فوزیہ نے مسکین سی صورت بنا کر اپنے کان پکڑتے ہوئے کہا، تو غصے کی وجہ سے میری رگوں میں بہتا ہوا خون جو تیز رفتاری کی آخری حدوں کو چھو رہا تھا یکدم سرد ہونے لگا اور اس کی رفتار بھی کم ہونا شروع ہوگئی۔ اس کے ساتھ ہی ہی دل پر رکھی ہوئی سرد مہری کی سلِ جیسے تیزی سے پگھلنے لگی۔

''مجھے خود امی نے تمہارے گھر والوں کو دوبارہ بلوانیکے لیے کہا تھا مگر پھر آخری لمحوں میں ایک بہت امیر شخص کا میرے لیے رشتہ آیا تو سب کچھ الٹ ہو گیا۔'' فوزیہ نے بھرائی ہوئی آواز میں صفائی دی تو میرا دل اس کی طرف سے صاف ہو گیا اور میں اپنے والدین کی بے عزتی بھول کر ایک بار پھر پسیج گیا۔

''اوکے ٹھیک ہے مان لیتا ہوں کہ تمہارا کوئی قصور نہیں تھا۔'' میں نے نرم لہجے میں کہا تو وہ کھل اٹھی۔ ''میں نے آج تک تمہاری کوئی بات رد نہیں کی کیا تم ہماری محبت کی خاطر میری ایک بات بھی نہیں مان سکتی ہو۔'' میں نے جذبات سے بھرپور لہجے میں کہا، تو اس نے اپنے ہاتھ میرے ہاتھوں پر رکھ دیئے۔

''نزاکت ایسا کیوں کہہ رہے ہو تم حکم تو کرو، میری جان بھی تمہارے لیے حاضر ہے۔'' فوزیہ نے مجھ سے بھی زیادہ جذباتی زبان استعمال کی تو مجھے لگا جیسے ابھی الفاظ میرے منہ میں ہوں گے اور وہ میری بات مان کر میرے ساتھ چل پڑے گی۔

''چلو کورٹ میرج کر لیتے ہیں یقین مانو چند دن میں ہی سب راضی ہو جائیں گے۔ میں سب سنبھال لوں گا پلیز مجھ پر ایک بار اعتماد کرو۔'' آخر کار میں اپنے دل کی بات زبان پر لے ہی آیا، میری بات سن کر اسے ایسے جھٹکا لگا جیسے اس کا ہاتھ برقی رو سے چھو گیا ہو۔

''میرے والدین کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔ وہ شرم سے ہی مر جائیں گے۔'' اس نے روہانسی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

''ہاں میرے والدین ہی شرم پروف ہیں جو تمہارے گھر والوں سے دو دو بار بے عزت ہونے کے باوجود ڈھٹائی سے زندہ ہیں۔ جاؤ بی بی جاؤ اپنے والدین کی عزت کو سنبھالو کسی نے ہمیں یہاں اکٹھے دیکھ لیا تو تمہارے گھر والوں کی عزت مٹی میں مل جائے گی اور پھر انہیں شرم سے مرنا پڑ جائے گا۔'' میں نے غصے سے ابلتے ہوئے لہجے میں کہا اور واپسی کے لئے پلٹ آیا۔

''نزاکت سنو، سنو تو پلیز سنو۔'' فوزیہ نے عقب سے مجھے کئی بار پکارا مگر میں نہیں رکا تو وہ دونوں چھتوں کے درمیان موجود پانچ فٹ کی دیوار کو ایک ہی جست میں پھلانگ کر ہماری چھت پر آ گئی اور مجھے پیچھے سے ہی جپھی ڈال کر کھڑی ہوگئی، میرا نامراد دل ایک بار پھر سے امید و نا امیدی کے درمیان ڈولنے لگا۔

''نہ تمہارے گھر والے مانتے ہیں اور نہ تم میری بات مان رہی ہو تو اس طرح چھپ چھپ کر ملنے کا کوئی مقصد باقی نہیں رہ جاتا۔'' میں نے بے بسی کی کیفیت میں جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

''اگر تم اپنے غصے کو کنٹرول کر کے ٹھنڈے دل سے میری بات سنو تو ہوسکتا ہے اس مسئلے کا کوئی حل نکل ہی آئے۔'' اس نے نرم و ملائم لہجے میں کہا۔

''بتاؤ اگر تمہارے پاس کوئی قابل عمل حل ہے تو۔'' میں نے ایک گہری سانس لیکر خود کو نارمل کرتے

www.urdupalace.com

ہوئے کہا، اور اپنے سینے پر سے اس کے بازوؤں کا حلقہ کھول کر اس کی طرف گھوم گیا۔

''میری سہیلی نے ایک بہت ہی کرنی والے بزرگ لِٹاں والی سرکار کے بارے میں بتایا ہے جو شہر کے مضافات میں دریا کے کنارے ایک جھونپڑی میں رہتے ہیں، وہ بہت پہنچے ہوئے بزرگ ہیں، تم اگر ان کی خدمت میں حاضری دو تو ہمارا مسئلہ حل ہو سکتا ہے، پلیز انکار مت کرنا۔'' اس نے ہاتھ جوڑ کر میری منت کرتے ہوئے کہا۔ میں ایسے دو نمبری بابوں کے سخت خلاف تھا، اس لیے میرے ذہن نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا، مگر فوزیہ نے اپنی سہیلی کی زبانی اس کرنی والے بابے کی کرامات کے ایسے نقشے کھینچے کے مجھ جیسا حقیقت پسند انسان بھی سبز باغ دیکھنے پر مجبور ہو گیا، اور اگلے دن ہی میں آفس سے چھٹی کر کے اس بابے کو ڈھونڈتا ہوا دریا کے پاس ویران جنگل میں پہنچ گیا۔

☆......☆

اب اس منحوس بابے نے میرے بتائے بغیر ہی میری ساری پریشانی مجھے بتا دی جس سے میں بہت متاثر بھی ہو گیا، اب بابا کام کرنے کی حامی تو بھر رہا تھا مگر مجھے کسی جانور کے شانے کی ہڈی اور سات عدد لیموں لانے کا کہہ رہا تھا جبکہ میں تو یہی سوچ کر آیا تھا، کہ بابا مجھے کوئی تعویز وغیرہ بنا کر دے گا، یا پھر کوئی چلہ کر کے میرا کام کر دے گا، اب مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق حامی بھرنی پڑی۔

''ٹھیک ہے بابا جی، میں ہڈی اور لیموں لے آؤں گا، مگر آپ کی فیس کیا ہوگی۔''

بالآخر میں نے وہ بات کی جس سے اسے دلچسپی ہو سکتی تھی۔

''میں تم سے کچھ نہیں لوں گا۔'' اس نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا، تو مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا، کہ وہ واقعی کہہ رہا تھا، کہ فیس نہیں لوں گا۔

''بابا جی میں سمجھا نہیں۔'' میں نے بے اعتباری سے پوچھا۔

''میں تم سے کوئی روپیہ پیسہ نہیں لوں گا، ہاں اگر تم مجھے کچھ دینا ہی چاہتے ہو تو، جب تمھارا کام ہو جائے تو میرا ایک چھوٹا سا کام کر دینا۔'' بابے نے ایک بار پھر سے اپنی پر اسرار مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے کہا۔

میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر میرا کام ہو گیا تو آپ جو کہو گے میں کروں گا۔'' میں نے دھڑکتے دل سے وعدہ کر لیا، فوزیہ سے شادی کا سن کر ہی میرے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہو گئی تھی۔

''دیکھو بالک تم ہم سے ویدہ کر رہے ہو کے تم فوزیہ سے سگائی کے بعد میرا کام کرو گے، اب اگر تم ویدے سے مکرے تو پھر ہم بھی رنگ میں بھنگ ڈال دیویں گے۔'' بابے نے وعدے کے ع کو ے سے بدلتے ہوئے کہا۔

''آپ بتائیں میں پہلے ہی وہ کام کرنے کے لیے تیار ہوں۔'' میں نے اس کی تسلی کے لیے کہا۔

''نہیں بالک ہمیں تمھارے ویدے پر یقین ہے، اب تم جاؤ اور جا کر ہڈی کا بندوبست کرو۔'' اس نے ایک ہاتھ اٹھا کر مجھے مزید کوئی بات کرنے سے روکتے ہوئے کہا، اور ایک بار پھر آنکھیں بند کر کے مراقبے کی حالت میں چلا گیا، میں چند ثانیے خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا اور پھر اٹھ کر واپس چلا آیا۔

اگلے دن میں گھر کے قریب بازار میں موجود تمام قصابوں کی دکانیں کھنگال چکا تھا، مگر کسی کے پاس مطلب کا پارچہ نہیں تھا، دوسرے محلے کے بازار سے بالآخر مجھے مطلوبہ ہڈی والے گوشت کا پورا پیس مل گیا، وزن کرنے کے بعد قصاب اس کی بوٹیاں کرنے لگا تو میں نے اسے منع کر دیا اور کہا کہ گھر جا کر خود ہی کر لوں گا۔

''بیٹا اس میں سے نکلنے والی ہڈی ضرور توڑ دینا اگر کسی خبیث کے ہاتھ لگ گئی تو کئی غریبوں کا خانہ خراب کر دے گا۔'' قصاب نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے کہا، تو میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے گوشت کے پارچے کو تھیلے میں ڈال کر موٹر سائیکل پر اپنے آگے رکھ لیا، اور دریا کی طرف چل پڑا۔

www.urdupalace.com

ایک ویران جگہ دیکھ کر میں نے وہاں گوشت میں سے ہڈی کو علیحدہ کر لیا، اور ایک بار پھر بابے کے پاس پہنچ گیا، وہ جھونپڑی کے قریب ہی ایک درخت کے نیچے سمادھی لگائے بیٹھا تھا، میرے پاس پہنچتے ہی اس نے آنکھیں کھول دیں، جو خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔

''آ گئے بالک میں تمھارا ہی انتظار کر رہا تھا۔'' اس نے اپنے پیلے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کہا اور میرے ہاتھ میں موجود تھیلا لے لیا، اور اس میں سے ہڈی نکال کر اسے غور سے دیکھنے لگا، اسی دوران میں نے پولی تھن کا بیگ بھی اس کے سامنے رکھ دیا۔ جس میں لیموں تھے۔

''یہ تم نے اچھا کیا کہ ماس کا پورا ٹکڑا خرید کر خود ہڈی نکالی ورنہ قصاب تو اس ہڈی کو توڑ دیتے ہیں یا پھر داغی ضرور کر دیتے ہیں، سمجھ لو تمھارا کام ہو گیا۔'' اس نے ہڈی کو واپس تھیلے میں ڈالتے ہوئے کہا۔

''بابا جی کیا ایک بار پھر مجھے اپنے گھر والوں کو رشتے کے لیے بھیجنا پڑے گا۔'' میں نے ڈرتے ہوئے پوچھا، کیوں کہ اب تو یہ کسی صورت ممکن نہیں تھا، کہ میرے والدین ایک بار پھر رشتے کے لیے جاتے، چاہے اس بار میں سچ میں ہی خودکشی کیوں نہ کر لیتا۔

''نہیں اب تمھارے گھر والوں کو کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے لڑکی والے خود چل کر رشتہ دینے آئیں گے۔'' اس نے میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا، تو مجھے لگا کہ پہلی ملاقات کی طرح اس بار پھر اس کی آنکھوں کی کشش نے مجھے اپنے حصار میں لے لیا ہو۔ مجھ پر بے خودی سی طاری ہونے لگی تھی۔

''اب آپ بتائیں میں آپ کے کس کام آ سکتا ہوں؟'' میں نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''تمھیں معلوم ہے کہ تم کس دن پیدا ہوئے تھے؟'' اس نے مجھ سے پوچھا تو مجھے اس کی آواز دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی، اب وہ مجھے نظر نہیں آ رہا تھا، مجھے بس یہ احساس ہو رہا تھا کہ جیسے میں ہوا میں معلق ہوں، اور میرے اردگرد دھند چھائی ہوئی ہے۔

''جی میں فلاں سن میں پیدا ہوا تھا، میں نے اپنی پیدائش کا سال بتاتے ہوئے کہا۔''

''نہیں بالک میں جنم کی تاریخ نہیں پوچھ رہا۔ چلو ہم خود ہی تمھیں بتا دیتے ہیں، کہ تم کب پیدا ہوئے تھے، اس دن سوریہ گرہن لگا ہوا تھا، اور پھر اسی رات کو چندرما کو بھی گرہن لگا تھا، ایسا ہزاروں سال بعد ہوتا ہے، کہ ایک ہی دن اور رات میں سورج اور چاند کو گرہن لگے، تمھارا جنم اسی خاص گھڑی میں ہوا تھا، اور اس خاص گھڑی میں پیدا ہونے والے بچوں میں سے آج صرف تم زندہ ہو، اسی لیے اب پوری دنیا میں تم اکیلے ہو جو میرا کام کر سکتے ہو۔'' یہ باتیں سن کر بے خودی کی کیفیت میں ہونے کے باوجود میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

''میرے والدین نے تو کبھی کچھ نہیں بتایا اس بارے میں۔'' میں نے حیرانگی سے کہا۔

''ہو سکتا ہے ان کے لیے یہ کوئی اہم بات نہ ہو، مگر ہمارے لیے تو یہ بات تمھیں بہت مہان بنا دیتی ہے، اب تم جاؤ کل تک تمھارا کام ہو جائے گا، مگر یاد رکھنا جب تمھارا کام ہو جائے تو تمھیں اپنا وعدہ نبھانے کے لیے واپس آنا ہو گا، اور اگر تم نہ آئے تو تمھیں بہت نقصان اٹھانا پڑے گا، تب ہم سے گلہ مت کرنا۔'' بات کے اختتام تک اس کا لہجہ سرد ہو گیا تھا۔ اس وقت تک میرے اردگرد سے دھند چھٹ چکی تھی، میں نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولنا چاہا، مگر اس نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر ہاتھ کے اشارے سے ہی وہاں سے جانے کا کہا، تو میں ذہن میں بے شمار سوال لیے واپس آ گیا۔

☆......☆

اگلے دن جب میں سہ پہر کے وقت آفس سے گھر پہنچا، تو فوزیہ کے والدین کو اپنے گھر میں دیکھ کر میرے ہاتھ پاؤں پھول گئے، وہ لوگ خوش گوار موڈ میں امی ابو سے گپیں لگا رہے تھے، مجھے دیکھتے

www.urdupalace.com

ہی آنٹی نے اٹھ کر میرا ماتھا چوما، اور انکل جو میری شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے، مجھ سے گلے لگ کر ایسے ملے جیسے وہ میرے بچپن کے لنگوٹیے ہوں۔ یہ تو معجزہ ہو گیا تھا، میں حیرت سے گنگ ہو کر رہ گیا تھا، مجھے ایسے لگ رہا تھا، کہ میں جاگتے میں خواب دیکھ رہا ہوں، میں بار بار خود کو یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ یہ سب حقیقت میں ہے۔

''ٹھیک ہے شفیق صاحب اگر آپ کہتے ہیں تو ہم یہ محرم کے چند دن رُک جاتے ہیں ورنہ اسلام میں تو کوئی پابندی نہیں ہے ان دنوں میں نکاح کرنے کی۔ میری مانیں تو آج ہی نکاح کر دیتے ہیں، نیک کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے، ولیمہ وغیرہ محرم کے بعد کر لیں گے۔'' انکل نے ابو سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں سلیم صاحب ان سوگ کے دنوں میں خوشی کی تقریب مناسب نہیں ہے، اور پھر لوگ بھی باتیں بنائیں گے، ہم محرم کے بعد دھوم دھام سے شادی کریں گے۔'' ابو نے حتمی لہجے میں جواب دیا۔

''چلیں بھائی صاحب جیسے آپ کی مرضی بہر حال فوزیہ آپ لوگوں کی امانت ہے ہمارے پاس، آپ کی جب مرضی ہو آ کر لے جائیں۔'' آنٹی نے بات کو سمیٹتے ہوئے کہا۔

''بیگم بیٹے کا منہ تو میٹھا کرواؤ۔'' انکل سلیم نے کہا تو قہقہوں کی گونج میں انہوں نے پلیٹ میں سے گلاب جامن اٹھا کر میرا منہ میٹھا کروا دیا، منزل کو اتنا قریب دیکھ کر میرے انگ انگ سے خوشی پھوٹ رہی تھی، اس وقت میرے بہن بھائیوں اور والدین کے چہروں پر چند دن پہلے فوزیہ کے گھر والوں کی طرف سے کی گئی بد سلوکی کا شائبہ تک نہیں تھا، جو میرے لیے مزید دلی سکون کا باعث بن رہا تھا۔

اگلے دن میں مٹھائی لے کر بابے کے جھونپڑی نما آستانے پر حاضری دینے پہنچ گیا۔ میں آج سے پہلے تک ان تعویز گنڈے کرنے والوں کو خبیثوں کی لسٹ میں شمار کرتا تھا، مگر آج اس بابے کی تمام تر کراہیت آمیز شخصیت کے باوجود میں اس کے سامنے مجسم تابعدار مرید کی طرح بیٹھا تھا، میں نے اپنی والدہ سے بھی تصدیق کر لی تھی۔ بابے نے واقعی سچ کہا تھا، میں ایسے ہی دن پیدا ہوا تھا جب سورج کو گرہن لگا تھا اور اسی رات کو چاند گرہن بھی لگا تھا۔

''بابا جی بتائیں میں آپ کے کس کام آ سکتا ہوں۔'' میں نے انتہائی فرمانبرداری سے پوچھا۔

''بتا دیں گے بتا دیں گے، ایسی بھی کیا جلدی ہے، بالک ویسے تمھارے والد نے انکار کر کے اچھا نہیں کیا، انہیں چاہیے تھا کہ کل ہی فوزیہ کو تمھاری دلھن بنا کر گھر لے آتے، تو اسی بہانے تمھیں ہمارا کام کرنے سے پہلے معاوضہ تو مل جاتا۔'' بابے نے اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں کو مزید بھینچتے ہوئے خباثت بھرے لہجے میں کہا، تو میرے پاس اس کی مسکراہٹ میں شامل ہونے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔

''کوئی بات نہیں بابا جی میں کچھ دن مزید انتظار کر لوں گا، آپ نے ہمارا گھر خوشیوں سے بھر دیا ہے میرے لیے اتنا ہی کافی ہے، آپ بتائیں میرے لیے کیا حکم ہے۔'' میں نے ایک بار پھر اصرار کرتے ہوئے پوچھا۔

''اتنا اصرار کر رہے ہو تو بتا ہی دیتے ہیں بابے نے پہلو بدلتے ہوئے کہا، تمھیں تین کام کرنے ہیں جب تم ایک کام کر لو گے تب ہم تمھیں دوسرا اور پھر تیسرا کام بتائیں گے۔ سب سے پہلے تو تمھیں ہمارے لیے کچی مٹی کے بنے ہوئے سات چراغوں کا بندوبست کرنا ہو گا۔'' اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا، جب میں یہاں آیا تھا تو اس کی آنکھیں خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں، مگر اب وہ نارمل لگ رہی تھیں۔

''سمجھ لیں آپکا کام ہو گیا، اور کوئی حکم۔'' میں نے تابعدار مریدوں کی طرح پوچھا۔

''چراغوں کو جلانے کے لیے بھی تو کچھ چاہیے ہو گا، اس نے میری توجہ تیل کی طرف دلائی، جی میں تیل بھی لیتا آؤں گا۔''

''تیل نہیں بالک ہمیں کچھ خاص چیز چاہیے۔'' بابے کے لہجے میں اس بار کچھ خاص بات تھی جس کا میں ادراک نہیں کر پا رہا تھا۔

www.urdupalace.com

"آپ حکم کریں آپ جو کہیں گے میں لے آؤں گا۔" میں نے ایک بار پھر انکساری سے جواب دیا۔

"سور یا کتے کی تازہ چربی چاہیے ہو گی۔" بابے نے اتنے سادہ سے لہجے میں اپنی ڈیمانڈ بتا دی، جیسے وہ کسی حلال جانور کی چربی لانے کا کہہ رہا ہو، میں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا، کسی سور یا کتے کو ذبح کر کے اس میں سے چربی نکالنے کا سوچ کر ہی مجھے ابکائی آ گئی۔" بابا جی میں نے تو کبھی مرغی بھی ذبح نہیں کی، یہ کام میں کیسے کروں گا، آپ کی جتنے پیسے چاہیے ہیں وہ مجھ سے لے لیں اور کسی سے منگوا لیں۔" میں نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا، اس خبیث کی بات سن کر میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی، اور دماغ سائیں سائیں کرنے لگا تھا۔

"تم ایسے کرو جو پیسے مجھے دے رہے ہو وہ کسی اور کو دے کر اپنی اور فوزیہ کی شادی کا تعویز بنوا لینا، ہوسکتا ہے اس طرح تمھاری اس سے شادی ہو جائے میں نے جو تمھارا کام کیا ہے، وہ ابھی ختم کیے دیتا ہوں۔" بابے نے برا سا منہ بناتے ہوئے دھمکی دی تو میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا، اچانک میرے ذہن میں ہماری گلی سے کوڑا اٹھانے والے ولیم مسیح کا خاکہ ابھرا تو مجھے مسئلے کا حل نظر آ گیا۔

"ٹھیک ہے بابا جی آپ کو کتے کی تازہ چربی بھی مل جائے گی۔" میں نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ کام تمھیں اپنے ہاتھوں سے کرنا ہوگا، ولیم مسیح کی لائی ہوئی چربی ہمارے کسی کام کی نہیں ہو گی، ہاں تم اس سے کسی حد تک مدد لے سکتے ہو مگر چربی تمھیں خود نکالنی ہو گی، اور ہاں ایک بات کا خاص خیال رکھنا، تم جب اسے ذبح کرو تو اپنے مذہب کے مطابق ذبح کرنا، جیسے حلال جانور کو ذبح کرتے وقت تکبیر پڑھتے ہو اس کو بھی بالکل ویسے ہی ذبح کرنا۔"

بابے کے منہ سے ولیم مسیح کا نام سن کر میں سناٹے میں آ گیا، اس کا مطلب کہ اسے میرے دل میں ابھرنے والے خیال تک رسائی تھی، اس نے مجھے عجیب دوراہے پر لا کھڑا کیا تھا، ایک طرف میری محبت تھی، اور دوسری طرف یہ بوڑھا شیطان مجھ سے شیطانی کام کروانا چاہتا تھا، جسے کر کے ہی فوزیہ میری ہو سکتی تھی، میں نے بے بسی کے عالم میں ہاں کرنا چاہی تو زبان نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا، میں نے اثبات میں سر ہلا کر اپنی رضامندی ظاہر کر دی، تو اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اب تم جاؤ اور تب ہی لوٹنا جب چراغ اور چربی لے آؤ، وہ اپنی بات مکمل کرنے کے بعد اٹھا اور جھونپڑی کے اندر چلا گیا، میں بوجھل قدموں سے گھر واپس آ گیا، بار بار ایک ہی خیال ذہن میں آ رہا تھا، کہ اگر کسی نے مجھے ایسا کرتے ہوئے دیکھ لیا تو میں اپنی فیملی سمیت کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوں گا، رات کو فوزیہ سے بھی ملاقات ہوئی پر میں اسے بابے کی شیطانی ڈیمانڈ بتانے کی جرأت نہیں کر سکا۔

☆......☆

اگلی صبح جب ولیم مسیح کوڑا اٹھانے آیا تو میں پہلے سے اس کا منتظر تھا، میں نے بات کرنے سے پہلے نذرانہ دینا مناسب سمجھا، اتنے سارے لال نوٹ دیکھ کر وہ پہلے تو حیران ہوا، مگر پھر میری بات سننے کے بعد اس کے ہونٹوں پر استہزائیہ مسکراہٹ آ گئی۔

"باؤ جی کیا آپ کو ایک ہی چاہیے؟" اس نے ایسے پوچھا جیسے یہ اس کے لیے کوئی کام ہی نہ ہو۔

"یار میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ مجھے نہیں میرے ایک دوست کو ضرورت ہے، اگر تم میری بتائی ہوئی جگہ پر بر وقت پہنچ گئے تو مزید اتنے نوٹ دوں گا۔" میں نے اسے لالچ دیتے ہوئے کہا، تو مزید رقم کا سن کر اس کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی اور پھر جب میں مقررہ جگہ پر پہنچا، تو وہ ایک صحت مند کتے کے ساتھ پہلے سے وہاں موجود تھا۔

"باؤ جی پھر بھی ضرورت ہو تو مجھے ضرور کہنا۔" اس نے نوٹ گنتے ہوئے کہا۔

"ہاں ضرور۔" میں نے زبردستی مسکراتے ہوئے

www.urdupalace.com

کہا اور اسے وہاں سے رخصت کر دیا، اور کتے کو لے کر قریب ہی موجود درختوں کے ایک گھنے جھنڈ میں آ گیا اور اسے ایک درخت کے تنے کے ساتھ اس انداز سے باندھ دیا کہ اس کا منہ بالکل تنے کے ساتھ لگ گیا، اس کے بعد اس کی ٹانگیں باندھ کر اسے مکمل طور پر بے بس کر دیا۔

تکبیر پھیر کر چربی نکالنے تک کوئی خاص دشواری تو نہیں ہوئی مگر مجھے خود سے نفرت ہو گئی ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ گھناؤنا کام میں نہیں بلکہ مجھ میں موجود کوئی دوسری قوت کر رہی ہے میں تو محض خاموش تماشائی کی حیثیت رکھتا ہوں۔

اس غلیظ کام سے فارغ ہو کر میں سیدھا بابے کے پاس جا پہنچا، وہ مجھے دیکھتے ہی کھل اٹھا، میں نے مٹی سے بنے سات چراغ اور چربی اس کے سامنے رکھ دی۔

وہ بالک مجھے اندازہ ہے کہ تم یہ سب کچھ کرنے میں کتنی تکلیف اٹھا رہے ہو، بس دو کام اور اس کے بعد تمھیں دنیا کا امیر ترین شخص بنا دوں گا، بس دو کام اور رہ گئے ہیں۔'' اس نے میری طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا، تو میری گھبراہٹ دیدنی ہو گئی۔

''وہ....وہ..کیا ہیں۔'' میں نے لکنت زدہ لہجے میں پوچھا۔

''دیکھو بالک اگر تم ہمارا کام کرو گے تو ہم تمھیں وہ کچھ دان کریں گے، جو تم نے خواب میں بھی نہیں سوچا ہو گا، ہم چند دن میں ہی تمھیں تمھارے آفس کی سب سے اونچی کرسی پر بٹھا دیں گے۔ اس شہر میں جس جگہ کہو گے محل بنوا دیں گے، تمھاری تمام خواہشات پوری کر دیں گے، اور اگر تمھیں ہماری بات پہ شک ہے تو ہم پہلے ہی تمھیں یہ سب کچھ دینے کو تیار ہیں، اس کے بعد تم ہمارا کام کر دینا، ہم تم سے یہ سب کروانے کے لیے اس لیے مجبور ہیں کہ تم واحد شخص ہو جو یہ کر سکتے ہو اور کوئی نہیں۔''

مجھے سو فیصد یقین تھا کہ وہ جو کچھ مجھے دینے کی بات کر رہا ہے، وہ اسے پورا کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا تھا، مگر اس کے بتائے ہوئے کام میری طبیعت اور استطاعت سے باہر تھے، میں بری طرح سے پھنس چکا تھا۔

''ٹھیک ہے آپ دوسرا کام بتائیں۔'' میں نے مردہ سے لہجے میں پوچھا۔

''دوسرا کام یہ ہے کہ جب کسی نوجوان کنواری لڑکی کی لاش کو دفنایا جائے تو تم نے اسی رات اس کی قبر کھول کر اس کے کانوں اور ناک میں موجود روئی نکال کر لاؤ گے، میں اسی روئی سے چراغوں کی بتیاں بناؤں گا۔'' اس کی بات مکمل ہونے تک میرے جسم کے تمام مساموں نے بیک وقت پانی پسینے کی شکل میں خارج کرنا شروع کر دیا تھا فضا میں اچھی خاصی خنکی ہونے کے باوجود میں پسینے میں ایسے نہا گیا جیسے کسی نے پانی کی بھری ہوئی بالٹی مجھ پر انڈیل دی ہو، میرا دل اتنی زور سے دھڑکنے لگا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا، میرے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت یکسر مفقود ہو کر رہ گئی، میرے لیے نا جائے ماندن نا پائے رفتن والی صورت حال بن گئی تھی۔

آنکھوں کے آگے فوزیہ کا عکس گھوم رہا تھا وہ مجھے مل تو رہی تھی مگر اس کی قیمت میری توقع سے کہیں زیادہ لگائی جا رہی تھی میرے خود کے اندر جنگ چھڑ چکی تھی بالکل ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے میرے اندر دو قوتیں آپس میں بھڑ گئی ہوں اور ان کے درمیان گھمسان کا رن پڑ گیا ہو، ایک دل چاہ رہا تھا کہ لعنت بھیجو اس محبت کے کھیل پر اور اپنا ایمان بچا کر یہاں سے بھاگ جاؤں، مگر دوسرے لمحے ہی اندر سے آواز اٹھتی کہ اس دنیا میں کیا کچھ نہیں ہو رہا اگر میں اپنی محبت کو پانے کے لیے کسی مردے کے کانوں سے روئی چرا لوں گا تو کون سی قیامت آ جائے گی۔ اس سے مردے سمیت کسی کو کوئی فرق نہیں پڑے گا، بس مجھے قبر کھولنے کی ہمت کرنی پڑے گی اور فوزیہ ہمیشہ کے لیے میری ہو جائے گی۔

میں ماؤف دماغ کے ساتھ واپس آ گیا۔ مجھے ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے میں پاگل ہو جاؤں گا۔ میں تو اندھیرے سے پہلے ہی خوف کھاتا تھا ایسے میں کسی ویران قبرستان میں رات کے وقت کسی قبر کو کھولنے کا

www.urdupalace.com

خیال ہی میرے لیے سوہانِ روح بنا ہوا تھا۔ دل ایسے ڈوبا جا رہا تھا جیسے ہارٹ اٹیک ہو رہا ہو، اگلے دو دن اسی کیفیت میں گزر گئے اس دوران میرے کان لاشعوری طور پر مسجد کے لاؤڈ سپیکر کی طرف لگے رہے، مگر ابھی تک سوائے ایک بزرگ شخص کی فوتگی کے علاوہ اور کوئی اعلان نہیں ہوا تھا، دفتر سے واپسی پر میں آرام کی غرض سے لیٹا ہوا تھا اور مجھ پر نیم غنودگی کا عالم طاری تھا کہ اس خبیث بابے کی شکل ذہن کی سکرین پر ابھر آئی۔

''مورکھ ایسے کسی نوجوان لڑکی کی موت کا انتظار کرتے ہوئے تو تمھیں کئی سال لگ جائیں گے، تم خود ہمت کر کے کسی لڑکی کی جان لے لو یا پھر ہسپتال کی ایمرجنسی میں چلے جاؤ تو امید ہے کام بن جائے گا۔'' اس کے ہونٹ ہلے اور غصیلی آواز سنائی دی تو میں ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا، آواز صاف اور واضح تھی میرا وہم یا خیال نہیں تھا۔

☆......☆

اگلے دن میں اس کے سمجھائے ہوئے راستے پر چلتے ہوئے ہسپتال جا پہنچا، وہاں جاتے ہی میرا کام بن گیا، وہ کسی نوجوان کنواری لڑکی کی لاش ہی تھی، جو ایمرجنسی میں پوسٹ مارٹم کے لیے لائی گئی تھی، پوسٹ مارٹم کے بعد جب لاش اس کے لواحقین کے سپرد کی گئی تو میں بھی اپنی بائیک پر ایمبولینس کے پیچھے چل دیا، گھر دیکھ آنے کے بعد میں اس کے جنازے میں بھی شامل ہوا اور اب آدھی رات کے بعد اس کی قبر کے پاس کھڑا خوف سے کانپ رہا تھا میں بیلچہ اور کسی ساتھ لے کے آیا تھا قبر پر کسی چلانے سے ایسے محسوس ہوا کہ جیسے میں نے اپنے دل پر ہی کسی چلائی ہو، اس کے بعد میں نے بے خودی کے عالم میں قبر سے ساری مٹی نکال کر لحد پر رکھے ہوئے لکڑی کے پھٹے بھی اٹھا دیئے، پھٹے اٹھتے ہی فضا میں کافور کی خوشبو پھیل گئی، کفن کا بند کھولنے کے بعد میں نے ٹارچ آن کی تو مجھے لگا کہ لاش جیسے جاگتی آنکھوں سے مجھے گھور رہی ہو میں ڈر کے مارے قبر سے باہر نکلنے کے لیے واپس مڑا مگر لحد کے کنارے سے میرا پاؤں پھسل گیا اور میں لحد میں لاش کے اوپر جا گرا، خوف سے میری گھگی بندھ گئی، جیسے تیسے کر کے میں لحد سے باہر نکل آیا اور اپنے جسم کی تمام قوت صرف کر کے ٹارچ کا رخ ایک بار پھر لاش کی طرف کیا اور نیچے جھک کر اس کے کانوں اور منہ میں دی گئی روئی کو باہر کھینچ لیا، منہ والی روئی لیس دار رطوبت سے بھری ہوئی تھی، رطوبت کے انگلیوں سے لگتے ہی مجھے جھرجھری آ گئی، میں نے جلدی سے روئی کو اپنے پاس موجود ڈبیا میں رکھ لیا اور وہاں سے حقیقت میں سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا، اس وقت مجھ میں اتنی سی بھی اخلاقی جرات نہیں رہ گئی تھی کہ اس معصوم لڑکی کی قبر کو واپس بند ہی کر دیتا، گھر پہنچنے تک مجھے شدید بخار ہو گیا تھا اور صبح تک تو بار بار بے ہوشی کے دورے پڑنے لگے تھے، ابو مجھے ہسپتال لے گئے سارا دن کئی قسم کی بوتلیں اور ٹیکے لگنے کے بعد طبعت سنبھل گئی تو رات گئے ہم واپس گھر آ گئے، اگلا سارا دن گھر میں گزار کر شام کے وقت میں ایک بار پھر بابے کے پاس جا پہنچا۔ روئی دیکھ کر بابا انتہائی جذباتی ہو گیا جذبات کی شدت سے اس کے چہرے کے عضلات پھڑکنے لگے، میری پشت پر سورج غروب ہونے کو تھا، جس کی آخری کرنیں میرے سامنے بیٹھے ہوئے بابے کے چہرے پر پڑ رہی تھیں، اس کا چہرہ کسی دہکتے ہوئے شعلے کے جیسا لگ رہا تھا، مجھے ایسے لگ رہا تھا جیسے آگ سے بنا ہوا چہرہ مسکرا رہا ہو۔

''بس بالک آج کے بعد تم ہمارے شرن میں ہو، ہم نے تمھیں اپنا پتر مان لیا ہے، ہم تمھیں اس دنیا کا امیر ترین شخص بنا دیں گے۔ لوگ تمھارے جیسی زندگی کی تمنا کریں گے، تم جس ناری کی طرف دیکھو گے وہ خود تمھارے قدموں میں آ بیٹھے گی، بس یوں سمجھ لو ہم تمھارے لیے سورگ اور حوروں کا یہیں بندوبست کر دیں گے۔'' بابے نے ایک ہاتھ اٹھا کر اتنے متکبرانہ انداز میں کہا، جیسے اس کائنات کا سارا نظام اسی کے اشارے کا محتاج ہو۔

''وہ تو سب ٹھیک ہے مگر اس روئی سے آپ کو کیا

www.urdupalace.com

حاصل ہوگا، میں نے جرأت کر کے اپنے ذہن میں آنے والا سوال پوچھ ہی لیا، وہ چند ثانیے میری طرف غور سے دیکھتا رہا، اور پھر گویا ہوا۔

''ہم نے تمھیں اپنا پتر مان لیا ہے اس لیے تمھیں بتانے میں کوئی حرج نہیں، ہم ساری عمر تپسیا کر کے کالے علم کے پانچویں درجے پر پہنچے ہیں، اس علم کی تاریخ میں اس درجے پر پہنچنے والے ہم ساتویں انسان ہیں، اس سے آگے آج تک کوئی نہیں بڑھ سکا، اب تم جیسا دھن بھاگی مجھے مل گیا ہے، تو میرے ست چراغی چلے کی راہ ہموار ہوگئی ہے، اب مجھے چھٹے درجے کی طاقتیں حاصل کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا، بس تم آخری چیز مجھ تک پہنچا دو اس کے بعد ساری زندگی عیش کرو، اور عیش بھی ایسا جس کی دنیا حسرت کرے۔'' اس نے تفصیل کے ساتھ سارے عمل کی وجہ بتائی اور خاموش ہوگیا۔

''اور تیسرا کام کیا ہے، میں نے خاموشی توڑتے ہوئے پوچھا، اس وقت تک سورج غروب ہو چکا تھا اور اندھیرا تیزی سے گہرا ہونے لگا تھا۔

''آخری کام تو پہلے سارے کاموں سے آسان ہے تمھاری مقدس مذہبی کتاب کے پہلے چار اور آخری تین ورق چاہئیں، بابے نے اپنائیت سے کہا۔

''ان اوراق کا کیا کرو گے۔'' میں نے چونک کر پوچھا۔

''جو سات چراغ جلاؤں گا ان چراغوں کے نیچے رکھنے ہیں۔'' اس نے بدستور ملائم لہجے میں جواب دیا، اس کی بات سن کر میرے اندر جیسے کوئی چیز ٹوٹ گئی اور یکدم میری رگوں میں بہنے والا خون پارہ بن گیا، میں لاحول پڑھتا ہوا اچھل کر کھڑا ہو گیا، مجھ جیسا گنہگار اور دین سے دور شخص بھی مقدس کتاب کی بے حرمتی کا سن کر ہتھے سے اکھڑ گیا، میرے منہ سے لاحول ولا قوۃ کے الفاظ سن کر بابا بھی ایسے جھٹکا کھا کر اٹھا جیسے اچانک اس کے سامنے کوئی زہریلا سانپ نکل آیا ہو۔

''مورکھ ہم نے فوزیہ کو تمھارے قدموں میں لا پھینکا، اپنا پتر بنایا، اور دنیا کی تمام آسائشیں تمھارے نام کر رہے ہیں، بدلے میں تم ہمیں دغا دینے پر تُل گئے ہو، ہم تم سے فوزیہ سمیت سب کچھ چھین لیں گے۔'' بابے نے غضب ناک لہجے میں پھنکارتے ہوئے کہا۔

''میرے لیے ایمان سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے ایک چھوڑ و میں ایک ہزار لڑکیوں کے بدلے بھی اپنے ایمان کا سودا نہیں کروں گا، نا معلوم باپ کی اولاد میں لعنت بھیجتا ہوں، تم پر اور فوزیہ پر بھی۔'' میں نے غراہٹ بھرے لہجے میں جواب دیا، اور غصے کی شدت سے اسے مارنے کے لیے آگے بڑھا اور پوری قوت سے اسے تھپڑ دے مارا، مگر تھپڑ اسے لگنے کی بجائے میرا ہاتھ ہوا میں ہی گھوم گیا، وہ ایک لمحہ پہلے جہاں موجود تھا، اب وہاں

صحابہ کرامؓ کی محبت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''یہ نبی مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔'' (سورۃ الاحزاب' آیت نمبر 6)

صحابہ کرامؓ کی پوری پوری زندگیاں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مصداق تھیں۔ بلا شبہ انہوں نے ایک اشارۂ رسالت ﷺ پر اپنی جانیں نچھاور کر دیں اور ایک آج ہم ہیں' ہمارے پاس عشق مصطفی ﷺ کے دعوے ہیں' ہم جاں نثارانِ مصطفی کے نعرے لگاتے ہیں مگر ہماری زندگیاں اس کے برعکس رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی میں بسر ہو رہی ہیں۔ محبت کے تقاضے تو کچھ اور ہی ہوا کرتے ہیں۔ محبت تو یک جنبشِ لب دنیا جہان چھڑوا دیتی ہے جب کہ ہماری محبت تو ہم سے معمولی نوعیت کی معاشرتی برائیاں چھڑوانے سے بھی عاجز ہے۔ چہ جائیکہ کبائر سے بچا جائے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ گناہوں اور مصیبت سے بچنے کا بہترین نسخہ اللہ کے رسول ﷺ سے سچی محبت ہے۔

حسنِ انتخاب: کرن شہزادی۔ راولپنڈی

www.urdupalace.com

نہیں تھا، میں نے گھوم کر دیکھا تو وہ ایک طرف کھڑا مجھے گھور رہا تھا، اس کی آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے، اس کے اس طرح غائب ہو کر دوسری جگہ پہنچ جانے پر میں بہت خوفزدہ ہو گیا تھا۔

''میں تمھارا سب کچھ نشٹ کر کے تمھیں دنیا کے سامنے عبرت بنا دوں گا۔'' اس نے مجھے دھمکی دیتے ہوئے کہا تو اس کا لہجہ غیر انسانی تھا، اب میرے پاس وہاں سے بھاگنے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں تھا۔ میں مقدس کتاب کی آیات با آواز بلند پڑھتا ہوا موٹر سائیکل تک پہنچا اور پھر آندھی طوفان کی طرح اسے اڑاتا ہوا شہر کی طرف جانے لگا۔ ابھی میں نے چند فرلانگ کا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ موٹر سائیکل جھٹکے کھانے کے بعد بند ہو گئی، میری ہر ممکن کوشش کے بعد بھی وہ دوبارہ اسٹارٹ نہیں ہوئی، تو میں اسے لے کر پیدل ہی چل پڑا، مجھے بار بار ایسے لگ رہا تھا کہ کوئی میرے پیچھے آ رہا ہے مگر جب مڑ کر دیکھتا تو کوئی نظر نہیں آتا، کئی بار تو ایسے ہوا کہ کوئی چیز مجھے چھوتی ہوئی گزری ہو، خوف کے مارے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، اس تمام دورانیے میں میں مقدس کلام اونچی آواز میں پڑھتا رہا، خوف سے پیچھا چھڑانے کے لیے شاید میں لاشعوری طور پر ایسا کر رہا تھا۔ آخر کار میں ایسی صورتحال سے نپٹتا ہوا کئی کلومیٹر کا سفر کر کے شہر پہنچ گیا، راستے میں ایک دوست کے گھر موٹر سائیکل کھڑی کرنے کے بعد بس کے ذریعے اپنے اسٹاپ پہ پہنچ گیا، یہاں سے ہمارا گھر چند گلیوں کی مسافت پر تھا، رات گہری ہو چکی تھی، ابھی میں گھر کی طرف چلا ہی تھا، کہ اس سارے علاقے کی بجلی آف ہو گئی، اندھیرا اتنا گہرا ہو گیا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا، دفعتاً مجھے اپنے پیچھے کسی کے چلنے کی آواز آئی، جیسے کوئی عورت پازیب پہنے میرے پیچھے آ رہی ہو۔ میں نے مڑ کر پیچھے دیکھا تو اندھیرا ہونے کی وجہ سے مجھے کچھ نظر نہیں آیا، اتنا ضرور ہوا کہ میرے رکنے سے پازیبوں کی آواز بھی رک گئی، میں اپنا وہم سمجھ کر ایک بار پھر چل پڑا تو وہ آواز پھر سے آنے لگی۔ میرے اعصاب ایک بار پھر سے تن گئے، میں نے اپنی رفتار بڑھا دی اور ساتھ ساتھ باآواز بلند آیت کریمہ پڑھنے لگا، میرے پیچھے آنے والی آواز کی رفتار بھی تیز ہو گئی، میں خوف کے مارے دوڑنے لگا میرے پورے جسم کی طاقت سمٹ کر ٹانگوں میں آ گئی تھی، میں اپنی زندگی میں پہلے کبھی اتنا تیز نہیں دوڑا، کچھ دیر پہلے تو ایسا لگ رہا تھا کہ میرے پیچھے کوئی عورت آ رہی ہے مگر اب ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ میرے ساتھ ہی دوڑ رہی ہے، میں خوف کی وجہ سے اپنے برابر میں دیکھنے سے بھی گریز کر رہا تھا کچھ دیر میں ہی میرا سانس دھونکنی کی طرح چلنے لگا تو خود بخود میری رفتار کم ہونے لگی، میری ٹانگیں خوف سے کانپ رہی تھیں، میں قدم رکھ کہیں رہا تھا اور وہ پڑ کہیں رہا تھا، اسی کشمکش میں اپنی گلی میں پہنچ گیا تو دل کو کچھ ڈھارس ہوئی، ابھی میں اپنے گھر کے تقریباً سامنے پہنچا ہی تھا جب اچانک کسی نے مجھے زور سے دھکا دیا تو میں توازن کھو بیٹھا اور قلابازیاں کھاتا ہوا دور تک چلا گیا اس طرح گرنے سے جسم پر کئی جگہ خراشیں آ گئیں، میں نے مڑ کر عقب میں دیکھا تو میری سٹی گم ہو گئی، میرا حلق اس قدر خشک ہو چکا تھا کہ تھوک نگلنا بھی مشکل ہو گیا، بلاشبہ وہی خبیث کچھ فاصلے پر کھڑا مجھے شعلہ بار نظروں سے گھور رہا تھا۔

''میں تمھیں آخری موقع دے رہا ہوں، اپنے کیے ہوئے ویدے کو پورا کرو، ورنہ تم ساری زندگی فوزیہ کی شکل دیکھنے کو ترسو گے، اور میں تمھارے جیون کو نرکھ بنا کے رکھ دوں گا، بالکل گندی نالی کے کیڑے جیسی۔'' اس نے انتہائی سرد لہجے میں وارننگ دی تو مجھے اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی، بری طرح گرنے کی وجہ سے میرے آنکھوں کے آگے نیلے پیلے تارے گردش کر رہے تھے، تاریکی جیسے بار بار ذہن پر جھپٹ رہی تھی، میں نے اپنی ہمت کو مجتمع کیا، اور اس کی

www.urdupalace.com

حاصل ہوگا، میں نے جرأت کر کے اپنے ذہن میں آنے والا سوال پوچھ ہی لیا، وہ چند ثانیے میری طرف غور سے دیکھتا رہا، اور پھر گویا ہوا۔

''ہم نے تمھیں اپنا پتر مان لیا ہے اس لیے تمھیں بتانے میں کوئی حرج نہیں، ہم ساری عمر تپسیا کر کے کالے علم کے پانچویں درجے پر پہنچے ہیں، اس علم کی تاریخ میں اس درجے پر پہنچے والے ہم ساتویں انسان ہیں، اس سے آگے آج تک کوئی نہیں بڑھ سکا، اب تم جیسا دھن بھاگی مجھے مل گیا ہے، تو میرے ست چراغی چلے کی راہ ہموار ہوگئی ہے، اب مجھے چھٹے درجے کی طاقتیں حاصل کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا، بس تم آخری چیز مجھ تک پہنچا دو اس کے بعد ساری زندگی عیش کرو، اور عیش بھی ایسا جس کی دنیا حسرت کرے۔'' اس نے تفصیل کے ساتھ سارے عمل کی وجہ بتائی اور خاموش ہوگیا۔

''اور تیسرا کام کیا ہے، میں نے خاموشی توڑتے ہوئے پوچھا، اس وقت تک سورج غروب ہو چکا تھا اور اندھیرا تیزی سے گہرا ہونے لگا تھا۔

''آخری کام تو پہلے سارے کاموں سے آسان ہے تمھاری مقدس مذہبی کتاب کے پہلے چار اور آخری تین ورق چاہئیں، بابے نے اپنائیت سے کہا۔

''ان اوراق کا کیا کرو گے۔'' میں نے چونک کر پوچھا۔

''جو سات چراغ جلاؤں گا ان چراغوں کے نیچے رکھنے ہیں۔'' اس نے بدستور ملائم لہجے میں جواب دیا، اس کی بات سن کر میرے اندر جیسے کوئی چیز ٹوٹ گئی اور یکدم میری رگوں میں بہنے والا خون پارہ بن گیا، میں لاحول پڑھتا ہوا اچھل کر کھڑا ہو گیا، مجھ جیسا گنہگار اور دین سے دور شخص بھی مقدس کتاب کی بے حرمتی کا سن کر ہتھے سے اکھڑ گیا، میرے منہ سے لاحول ولاقوۃ کے الفاظ سن کر بابا بھی ایسے جھٹکا کھا کر اٹھا جیسے اچانک اس کے سامنے کوئی زہریلا سانپ نکل آیا ہو۔

''مورکھ ہم نے فوزیہ کو تمھارے قدموں میں لا

صحابہ کرامؓ کی محبت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''یہ نبی مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔'' (سورۃ الاحزاب' آیت نمبر 6)

صحابہ کرامؓ کی پوری پوری زندگیاں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مصداق تھیں۔ بلاشبہ انہوں نے ایک اشارۂ رسالت ﷺ پر اپنی جانیں نچھاور کر دیں اور ایک آج ہم ہیں' ہمارے پاس عشق مصطفیٰ ﷺ کے دعوے ہیں' ہم جاں نثارانِ مصطفیٰ کے نعرے لگاتے ہیں مگر ہماری زندگیاں اس کے برعکس رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی میں بسر ہو رہی ہیں۔ محبت کے تقاضے تو کچھ اور ہی ہوا کرتے ہیں۔ محبت تو یک جنبشِ لب دنیا جہان چھڑوا دیتی ہے جب کہ ہماری محبت تو ہم سے معمولی نوعیت کی معاشرتی برائیاں چھڑوانے سے بھی عاجز ہے۔ چہ جائیکہ کبائر سے بچا جائے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ گناہوں اور مصیبت سے بچنے کا بہترین نسخہ اللہ کے رسول ﷺ سے سچی محبت ہے۔

حسن انتخاب: کرن شہزادی۔ راولپنڈی

پھینکا، اپنا پتر بنایا، اور دنیا کی تمام آسائشیں تمھارے نام کر رہے ہیں، بدلے میں تم ہمیں دغا دینے پر تُل گئے ہو، ہم تم سے فوزیہ سمیت سب کچھ چھین لیں گے۔'' بابے نے غضب ناک لہجے میں پھنکارتے ہوئے کہا۔

''میرے لیے ایمان سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے ایک چھوڑ دو میں ایک ہزار لڑکیوں کے بدلے بھی اپنے ایمان کا سودا نہیں کروں گا، نا معلوم باپ کی اولاد میں لعنت بھیجتا ہوں، تم پر اور فوزیہ پر بھی۔'' میں نے غراہٹ بھرے لہجے میں جواب دیا، اور غصے کی شدت سے اسے مارنے کے لیے آگے بڑھا اور پوری قوت سے اسے تھپڑ دے مارا، مگر تھپڑ اسے لگنے کی بجائے میرا ہاتھ ہوا میں ہی گھوم گیا، وہ ایک لمحہ پہلے جہاں موجود تھا، اب وہاں

www.urdupalace.com

آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔
''میری جان لے سکتے ہو تو لے لو، مگر تم میرا ایمان کسی صورت نہیں چھین سکو گے، چاہے تم کالے جادو کے آخری درجے پر ہی کیوں نہ پہنچ جاؤ، میں تم پر اور ایسی محبت پر لعنت بھیجتا ہوں جس کے لیے مجھے اپنا ایمان گنوانا پڑے۔''
آخری الفاظ کہتے ہوئے میرا ذہن تاریکی میں ڈوب گیا۔ مجھے واپس ہوش و ہواس کی سرحد میں داخل ہونے پر سب سے پہلے جو احساس ہوا، کہ جیسے میں بارش میں بھیگ رہا ہوں، اس کے ساتھ ہی مجھے جسم کے مختلف حصوں میں اٹھنے والی درد کی تیز لہروں نے مکمل ہوش کی وادی میں لا پھینکا، تو میں نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں، میرے اوپر ایک سفید باریش فرشتہ صورت شخص میرے چہرے پر پانی کے چھینٹے ڈال رہا تھا۔ قریب ہی گھر کے سب افراد موجود تھے جن کے چہرے غم کی تصویر بنے ہوئے تھے، وہ فرشتہ صورت شخص میرے لیے اجنبی تھا، مجھے ہوش میں آتا دیکھ کر سب کے چہرے کھل اٹھے، پہلے تو میں خالی الذہنی کی کیفیت میں صورت حال کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہا، کچھ دیر میں تمام واقعات جزئیات سمیت مجھے یاد آ گئے۔
''سب لوگ ذرا باہر جائیں مجھے برخوردار سے اکیلے میں کچھ بات کرنی ہے۔'' اس باریش بزرگ نے کہا تو سب لوگ باہر چلے گئے، میں نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ اس نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تو میں ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔
''تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے سب معلوم ہے کہ تم کن چکروں میں پھنس کر اس خبیث کے ہتھے چڑھے تھے، تمھارے ایمانی جذبات دیکھ کر میری ڈیوٹی لگائی گئی کہ میں تمھاری جان اس سے چھڑواؤں، تمھاری قسمت اچھی تھی کہ میں بروقت پہنچ گیا ورنہ اب تک تو منکر نکیر تمھارا حساب بھی لے چکے ہوتے۔ بہر حال تم مبارک باد کے مستحق ہو، کہ تم نے اس کے کسی لالچ میں آ کر اپنی ابدی زندگی خراب نہیں کر لی۔ میں نے اس خبیث کا ایسا بندوبست کر دیا ہے کہ وہ اب تمھیں کبھی تنگ نہیں کر سکے گا۔ تمھیں اپنے گھر والوں کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے بھی انہیں کچھ نہیں بتایا ہے، اور ہاں فوزیہ کا خیال ذہن سے نکال دو وہ تمہاری قسمت میں نہیں ہے۔'' اس فرشتہ صفت انسان نے تفصیل سے بات کی تو صورتحال مجھ پر واضح ہوگئی۔
''اب مجھے اجازت دو۔'' اس نے جانے کی بات کی تو بے اختیار میں نے پوچھ لیا کہ آپ کون ہیں۔''
''تمھیں یہ جاننے کی ضرورت نہیں اور مجھے بتانے کی اجازت بھی نہیں ہے۔''
اس نے بات ختم کرنے کے بعد جھک کر میرے ماتھے پر بوسہ دیا اور کمرے سے باہر چلا گیا، اس کی بات سن کر مجھ پر ہیبت طاری ہوگئی، وہ یقیناً کسی غیر مرئی مخلوق سے تعلق رکھتا تھا، کچھ دیر بعد سب گھر والے اندر آ گئے۔
''بیٹا تم زخمی کیسے ہوگئے۔'' ابو نے اندر آتے ہی پوچھا۔
''وہ ابو.. ایک چھوٹا سا حادثہ ہو گیا تھا، میں اپنی گلی تک تو جیسے تیسے کر کے پہنچ گیا، لیکن پھر اچانک گر کر بے ہوش ہو گیا۔'' امی بے اختیار میری طرف دیکھے جا رہی تھیں وہ میری اتنی سی چوٹ پر اتنی پریشان ہوگئی تھیں اگر آج مجھے کچھ ہو جاتا تو ان کا کیا حال ہوتا، میں نے امی کی گود میں سر رکھا اور چھوٹے بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگا۔
دوسرے ہی دن فوزیہ کے گھر والے اچانک ہی کسی اور جگہ چلے گئے تھے۔ مہینوں بعد بھی ان کی کوئی خبر نہ آئی تو مجبوراً ہمیں اس شادی کی تاریخ کو ختم کرنا پڑا تھا۔ آج میں اپنے چار بچوں کے ساتھ ایک بھرپور زندگی گزار رہا ہوں اور فریحہ جیسی حسین ترین اور محبت کرنے والی بیوی کے ساتھ پر میں خدا کا جتنا شکر کروں، کم ہے۔

☆☆☆

www.urdupalace.com

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com